شان عبدیت اور شان محبوبیت کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Shan e Abdiat and Shan e Mohbobiyat

* مفتی محمد صاحبداد: یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو

** نظر حسین چانڈیو: لیکچرر، شعبہ عربی، یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو

*** غلام مرتضی سومرو: ریسرچ سکالر، یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو

ABSTRACT

In this research paper discussed as comparative way about the two aspects of Seerat Ul Nabi S A W W one is Abdiat Mustafa S A W W while other is the Mehboobiyat Mustafa S A W W. it is detailed discussed in the light of Quran and hadith. there are many definitions, verses of the Quran and Hadiths are also mentioned in this research paper at the end result is also discussed. Firstly, it is stated what is Abdiyat, then Abdiyat e Mustafa S A W W and then Mehboobiyat Mustafa S A W W and in last comparative study of both aspects are also discussed and result be mentioned.

Key Words: Mustafa, Hadith, Quran.

عربی زبان میں لفظ عبد کا لغوی معنی غلام اور بندہ آتا ہے۔ کسی کے عبد ہونے کو عبدیت سے تمثیل کیا جاتا ہے۔ عبد کے معنی و مفھوم کے اعتبار سے لوگون کے ذھنون میں اشکالات و مغالطات پائے جاتے ہیں عام طور پر اس لفظ کا اطلاق صرف انسان پر کیا جاتا ہے حالانکہ اپنی معنوی وسعت کے اعتبار سے لفظ عبد تمام موجودات کائنات کو محیط ہے۔ یہ کائنات چاہے ارضی ہو یا سماوی اس میں موجود ہر چیز بارگاہ رب العزت میں عبدیت کا درجہ رکھتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا بھتر رہے گا کہ ھر وجود جو کہ کتمان عبد سے عالم ہست میں ظھور پذیر ہوا ہے وہ رب العالمین کا مطیع ہے اور وہ اس کے نزدیک عبد کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ ہر وجود اپنی عبدیت کے اظہار کے طور پر احوال کی مناسبت سے اپنے خالق کے حضور اپنی جبین نیاز خم کر رہا ہے اور اس سے کوئی مستثنی نہیں ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عبادت اور بندگی کے لائق صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے جبکہ خلقت کے اعتبار سے زمین و آسمان سے تعلق رکھنے والی ھر چیز چاہے جن ہوں یا انسان، ملائکہ ہوں یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات، شجر ہوں یا حجر، غرض یہ کہ کائنات کے ہر گوشے میں پائی جانے والی ہر مخلوق کا اپنے خالق و مالک کے

ساتھ جو بندگی کا تعلق ہے اس بندگی کے رشتے کو عبدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی جو بندہ عبادت کرے اس کا تعلق چاہے جسم سے ہو یا روح سے، معاشی ہو یا جسمانی ہر عبادت کا تعلق خالق کائنات کے ساتھ ھے وہ عبادت سجدے والی ہو یا بغیر سجدے کے ہو، اس کا تعلق ہے تو صرف اور صرف اس پروردگار عالمین سے ہوتا ہے اگر اس رشتے کو کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے تو اس کو شرک کہا جاتا ہے۔ بندے کا تعلق بندگی جو اپنے رب کے ساتھ ہے اس رشتے کو بندہ جتنا مضبوط رکھتا ہے اپنے خالق کے ساتھ تعلق عبدیت میں اتنا ہی قریب ھوتا ہے۔ وہ بندہ صرف انسان نہین ہے بلکہ اس کائنات میں جو بھی چیز ہے جس کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے وہ اپنے خالق کا بندہ ہے۔ چاہے وہ مخلوق زمینوں میں ہے یا آسمانون میں، پانی میں ہو یا خشکی میں ھر مخلوق کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ بندگی کا رشتہ ہے اور یہی تعلق بندگی عبدیت کہلاتی ہے ہاں انسان کو اللہ رب العزت نے اشرف المخلوقات کے مقام سے نوازا ہے بنی کرمنا کا تاج اللہ تعالی نے انسان کو عطا کیا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم جیسی صورۃ انسان کو عطا کی گئ ہے۔ اس کائنات میں جو بھی مخلوق ہے چاہے وہ ذی روح ہو یا بے روح، ذی شعور ہو یا بے شعور ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق تسبیح و تھلیل بیان کرکے اپنے خالق کے ساتھ اپنی بندگی کا اظھار کرتا ہے اور اپنی توفیق کے مطابق اپنے رب کی بندگی میں مصروف ہے اور یہی مصروفیت بندگی کہلاتی ہے اور یہ بندگی عبدیت ہے۔ اللہ تبارک و تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔[1]

"آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی بھی (آباد) ہیں (خواہ فرشتے ہوں یا جن، انسان ہوں یا حیوان) وہ اللہ پاک کے حضور محض بندے کے طور پر حاضر ہونے والے ہیں۔"

اس قرآنی ارشاد کے مطابق آسمانوں اور زمینوں میں ہر مخلوق کو اپنے اس کے مقام عبدیت سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہر مخلوق چاہے ارضی ہو یا سماوی ہر کسی کو اپنے اپنے مقام عبدیت سے روشناس کیا گیا ہے اس کو اپنے مقام عبدیت سے واقفیت اور آگاہی دی گئ ہے۔ ہر نوع کی مخلوق کو اپنے مقام کی مناسبت سے درجہ عبدیت پر فائز کیا گیا ہے۔ عالم انسانیت میں کچھ باطل عقائد کے لوگ (کفار و مشرکین) فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہین اس باطل عقیدے کو قرآن پاک نے بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

[1] سورۃ مریم ۱۹: ۹۳

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَۙ۔[2]

"بلکہ وہ (فرشتے اللہ کے) معزز بندے ہیں۔"

اس بات کو بیان کر چکے ہیں کہ کائنات سماوی ہوں یا ارضی اس کے اندر جو بھی موجودات ہیں سب کا تعلق بندگی کے ساتھ ہے چاہے وہ فرشتے ہی کیوں نہ ہوں، جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام سب کے سب اللہ پاک کے بندے ہیں۔ اسی طرح عالم انسانیت میں بھی ہر کوئی تعلق بندگی کے رشتے میں استوار ہے چاہے وہ پیغمبر اور رسول ہی کیوں نہ ہوں وہ سب کے سب اللہ پاک کے بندے ہیں۔ وہ سب اللہ پاک کے حضور محض بندے کے طور پر حاضر ہوتے ہیں۔

شان عبدیت اور شان محبوبیت

اسی طرح سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندگی کا ذکر قرآن پاک کے اندر اور احادیث طیبہ کے اندر کثرت کے ساتھ ملتا ہے بندگی کے انداز میں مجاہدہ و مشقت، راتوں کو طویل قیام، تسبیح و تہلیل، نفلی عبادات میں دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے قدم مبارک متورم ہو جانا، کثرت تلاوت کلام پاک وغیرہ شامل ہیں، جب عبادت کی یہ کیفیات غلبہ و شدت اختیار کر گئی تو اللہ پاک کے حریم ناز سے جبرئیل امین علیہ السلام اس پیغام کے ساتھ آئے:

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓىۙ۔[3]

"(اے محبوب) ہم نے قرآن (اس لیئے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔"

اس آیۃ کریمہ سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو پہلو اجاگر ہو کر سامنے آئے ایک پہلو شان عبدیت ہے جبکہ دوسرا شان محبوبیت سے تعلق رکھتا ہے۔ مذکورہ آیت کے اندر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو شان عبدیت اجاگر ہوا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام عبدیت پر فائز ہو کر رضائے الاھی کے حصول کے لیئے سر تا پا عجز و نیاز کا پیکر اور انکساری اور تواضع کا مرقع دکھائی دیتے ہیں۔ یہ شان بندگی گریہ و زاری اور درد و گداز کا نام ہے جس کو قلندر لاہوری علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ یوں بیان فرمایا ہے۔

متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی

---

[2] سورۃ الانبیاء ۲۱: ۲۶

[3] سورۃ طہ ۲۰: ۲

مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی۔

شان عبدیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن و حدیث پاک کے باھمی مطالعے سے مقام عبدیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بلند ترین مقام نظر آتا ہے۔ عبادت گذاری، خشوع و خضوع، عاجزی و انکساری میں جو درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا ہے پورے عالم کے اندر اس کی گرد کو بھی کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکتی۔ گویا آپ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدیت کے اس مقام پر فائز ہیں جھاں پر خود عبدیت کو بھی ناز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدیت کے اس اعلی و ارفع مقام پر فائز ہو کر کثرت عبادات و مجاھدے میں اس قدر مشغول رہتے تھے کہ عالم کائنات کے اندر کوئی بھی ھمسری کا دعوی نہیں کر سکتا۔ طویل قیام اللیل کے دوران قدمین شریفین میں ورم آجانا، دین متین دعوت و تبلیغ میں میدان کے اندر دشمنان اسلام کے ہاتھون زخمی ہو کر لھو لھاں ہو جانا، فاقے کاٹنا، پے در پے صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھانا، غاروں میں جا کر رونا اور کثرت گریہ سے ریش مبارک کا آنسوئوں سے تر ہو جانا آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے عبدیت کے کمال کا آئینہ دار ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عبدیت کی دلیل ہے۔ آقا علیہ الصلواۃ والسلام کی شان عبدیت اس درجہ کی ہے کہ ساری رات بارگاہ صمدیت میں کھڑے ہو کر مصروف عبادت رہنے کے باوجود اللہ رب العالمین کی بارگاھ میں عرض گذار ہوتے ہیں:

ما عبدناک حق عبادتک۔

"میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔"

ایسا مقام عبدیت آقا علیہ الصلواۃ والسلام کو عطا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے تصدق سے عرفاء و صلحاء کو معرفت عطا ہوتی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا کوئی حق کی ذات و صفات کا عارف نہ تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاھ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:

ما عرفناک حق معرفتک۔

"میں تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکا۔"

یہ شان عبدیت جب اپنے کمال پر جلوہ گر ہوئی اور مسلسل جد وجھد مجاھدے اور مشقت سے طبع آزمائی سے طبع مبارک پر تھکن اور درماندگی کے آثار ظاہر ہونے لگے فرمایا: کہ اے محبوب اپنی جان عزیز پر اتنی مشقت کا بار گراں نہ اٹھایئے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے جن دو پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے اس سے ایک فہم مثال کے ذریعے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ فرض کیجئے ایک شفیق اور محبت کرنے والے ماں باپ کے بیٹے کا بیٹا سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے لیئے رات گئے تک جاگتا ہے جب بھی ان کی آنکھ کھلتی ہے اور اسے دنیا و مافیہا سے بیگانہ تیاری میں مصروف دیکھتے ہیں تو سمجھانے تک انداز میں اسے کہتے ہیں (بیٹا) اب کچھ سو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنی دیر تک جاگنا خرابیٔ صحت کا موجب نہ بن جائے بیٹے کے سامنے ایک مقصد ہے جسے وہ رات دیر تک جاگنے کے جواز کے طور پر اپنے ماں باپ کے سامنے بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ماں باپ کی محبت جو بیٹے کے لیئے ہے اس کو پیش نظر اپنے بیٹے کی صحت و سلامتی کا فکر موجود ہے۔ اللہ تبارک وتعالی ماں کی ممتا سے ستر گنا زیادہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدیت کے تقاضوں کو کما حقہ بجالانے کے لیئے بارگاہ رب العزت میں مصروف عبادت ہوتے ہوئے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ رات کی ساعتیں پھیل کر دامن قیامت تک دراز ہو جائیں لیکن باری تعالی کی ذات چاہتی ہے کہ اس کا محبوب رات کا کچھ حصہ آرام بھی کر لیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے قرآن اور احادیث طیبہ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو عاجزی، تواضع اور گریہ کی کیفیت ہے آپ کے شان عبدیت کو بیان کرتی ہے جبکہ دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتوں اور بلندیوں کا ذکر موجود ہے کہ آپ کو اللہ تبارک و تعالی کی جملہ مخلوق میں جو شان، جو رفعتیں اور بلندیوں کا مقام آپ کو عطا کیا گیا کسی اور کو نہیں عطا کیا گیا۔ بس یہی وہ مقام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان محبوبیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآن پاک کئی مقامات پر آپ کے شان محبوبیت کے تذکرے بیان فرما رہا ہے جیسے

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔[4]

"اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا ہے۔"

عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔[5]

"عنقریب ہم آپ کو مقام محمود عطا فرمائیں گے۔"

---

[4] سورۃ الانشراح ۹۴: ۴

[5] سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۷۹

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ-وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ-[6]

"میں شہر کی قسم کھاتا ہوں درآنحالیکہ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس شہر میں رونق افروز ہیں۔"

مذکورہ بالا آیات میں آقا علیہ الصلواۃ والتسلیم کے شان محبوبیت کا ذکر موجود ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت اور بلندی عطا کی ہے یہاں تک کہ اتنا ذکر بلند کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے لیئے رب العالین فرمایا اور آقا علیہ الصلواۃ والتسلیم کے لیئے رحمۃ للعالمین فرمایا۔ دوسری آیت کے اندر اللہ تبارک وتعالی نے مقام محمود کا ذکر فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان محبوبیت کا ایسا ذکر فرمایا کہ عدم وجود کائنات سے لے کر قیامت تک کسی اور کا ایسا ذکر ناممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی مقام محمود عطا فرمائے گا۔ ذکر کیا گیا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے نوافل یعنی جو آپ تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اس کا اجر یہ ہے کہ آپ کو مقام محمود عطا کیا جائیگا۔ تھوڑا غور و فکر کرنے سے پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوافل کا اجر مقام محمود ہے تو ذھن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نوافل جو تہجد کی صورت میں اس کا یہ اجر ہے تو فرائض کا کیا مقام ہوگا۔ بس اس ذکر میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان محبوبیت کا بیان موجود ہے۔ جبکہ تیسری آیت کریمہ مین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مکۃ المکرمہ کا تذکرہ موجود ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے کہ میں اس شہر مکہ کی قسم اس لیئے نہین کھاتا کہ یہاں میرا گھر کعبۃ اللہ ہے یا یہاں صفا و مروہ ہے یا یہاں مقام ابراھیم ہے حالانکہ یہ سب نسبتیں اپنی جگہ پہ عزت و تکریم کے مستحق ہیں:

خوش تر آن شہرے کہ آنجا دلبر است

"قسم صرف اس لئے ہے کہ اس شہر کی نسبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔"

کتب سیر میں ایک محبت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے اپنی زبان سے محبت بھرے الفاظ ادا کیئے تھے اے سنگ اسود تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، عمر تجھے بوسہ اس لیئے نہیں دیتا کہ تو جنتی پتھر ہے یا تیرا شمار شعائر اللہ میں ہوتا ہے بلکہ عمر تجھے بوسہ اس لیئے دیتا ہے کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا تھا۔

[6] سورۃ البلد ۹۰: ۱۔۲

یہ ایک محبت بھری روایت تھی جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کی محبت کے انداز پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی اس رب پاک عزو جل خود نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبیت کو اتنا وسیع تر مقام عطافرمایا کہ مخلوق خدا بھی اسی شان محبوبیت پر ہر وقت قربان ہونے کو تیار ہے اور یہ ثبوت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کے انداز محبت سے روز روشن کی طرح روشن ہے اور رہتی دنیاتک عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیئے ایک مشعل راہ ہے کہ تمام مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کس طرح کرین۔ موجودہ دور کے اندر جو کہ ایک پر فتن زمانہ ہے جبکہ طاغوتی قوتین امت مسلمہ کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لیئے ہوئے ہیں نجات و عافیت کی راہ صرف یہی ہے کہ افراد ملت کے قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع پھر سے روشن کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کے قلوب واذھان کے ذھنون میں یہ احساس پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ جب بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و محبت کی بات ہو تو اس کے آگے عقل کے فیصلے قربان کیئے جائیں اور بلا کسی چون وچراں کے اپنی گردن دہلیز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خم کردی جائے۔ ضرورت پڑنے پر حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہین کیا جائیگا یہ جذبہ موت کی آنکھ میں دیوانہ وار آنکھین ڈالنے کا حوصلہ اس وقت پیدا نہیں ہوگا جب تک اختیار کی باگ مصلحت بین عقل کے ہاتھ سے چھین کر انجام عواقب سے بے نیاز عشق وآرزو کے ہاتھ میں دے دی جائے یون سراپا سوال نظر آتا ہے۔

مسلمان سال میں ایک بار حج ادا کرتے ہیں جو کہ عالم اسلام کے مسلمانون کا ایک عظیم اجتماع ہے جس کی بنیاد پیغمبر خدا حضرت سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے آج سے صدیون پھلے رکھی تھی۔ عالم اسلام کے مسلمان جو کہ مشرق و مغرب کی سرحدوں تک پھیلے ہوئے ہیں ان سب کو ایک مرکز پہ جمع کرکے وہ سب اس بات کو دھراتے ہیں کہ اگر دنیا کو امن کا گھوارہ بنانے کے لیئے ملت بعضا کو اسی ایثار و قربانی اور وفا کشی کے جذبے سے سرشار ہو کر یک قالب و یک جان ہونا چاہیئے۔ اگر کاروان انسانیت امن و سلامتی کی منزل سے ہمکنار کرنا ہے تو امت مسلمہ کو اپنے داخلی اختلافات و امتیازات سے بالاتر ہو کر میدان عمل صدائے ابراھیمی علیہ السلام پر لبیک کہتے ہوئے نکلنا ہوگا تاکہ اس ہمہ گیر تباہی و بربادی کو ٹالا جاسکے جو امن عالم پھیلنے والی تخریبی قوتوں کے ہاتھوں سرزد ہونے والی ہے۔ حرم کعبہ بلاشبہ امن کا نقیب ہے۔

حدیث مبارکہ کی روشنی مین شان محبوبیت

شان محبوبیت کا بیان قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں بیان کر چکے ہین اب یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان محبوبیت کا بیان احادیث طیبہ کی روشنی مین بیان کیا جارہا ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان محبوبیت کے متعلق بیان کردہ احادیث:

انما انا قاسم والله يعطى۔[7]

میں تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

انا قائد المرسلين ولا فخر و انا خاتم النبيين ولا فخر وانا اول شافع و اول مشفع ولا فخر۔[8]

"میں تمام نبیوں کا قائد ہوں لیکن کوئی فخر نہیں ہے، میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے، میں شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت قبول ہونے والی ہے لیکن کوئی فخر نہیں ہے۔"

اذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين و خطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر۔[9]

"جب قیامت کا دن آئے گا تو میں نبیون کا امام، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کروں گا بغیر فخر کے۔"

آقا کریم علیہ الصلواۃ والسلام کا شان محبوبیت احادیث طیبہ کے اندر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ الصلواۃ والسلام شان محبوبیت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمالات کی بلندیوں کی انتھاء سے ہمکنار کرنے لگتی ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگانا بھی کسی فرد بشر کے بس کی بات نہیں۔ گویا شان محبوبیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند تر مقامات عطا کرتا ہے جبکہ شان عبدیت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کو بغایت درجہ جھکا جھکا کر عجز و نیاز کا پیکر اتم بنا کر پیش کرتے ہیں۔

---

[7] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن)، ۱/۱۷

[8] دارمی، عبدالرحمٰن، السنن (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن)، ۱/۴۹

[9] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، کتاب المناقب، باب فع فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دارِ صادر، بیروت، ۲۰۱۰م)، ص: ۳۱۱۳